

ڈاکٹر نجم الاسلام :

بیاض دولت رائے سندھی

پراونشل میوزیم حیدرآباد کے ذخیرہ معنوطات میں ایک فارسی معنوطہ (نمبر P-906) ہے ، جس میں کچھ آردو سندھی کلام بھی ہے۔ یہ ایک قدیم بیاض یا مجموعہ ہے جس کا جامع دیوان دولت رائے ہے۔ اس بیاض کے مؤرخ اندراجات ۱۰۷۸ھ سے ۱۱۶۵ھ تک کے زمانے کے ہیں اور ۲۷ برسوں کو محیط ہیں۔ ۱۰ جس سے ظاہر ہے کہ یہ بیاض اپنے جامع کے علاوہ دوسرے ہاتھوں میں بھی رہی ہے۔ یہ بیاض بحالت موجودہ ۲۲۸ اوراق پر مشتمل ہے۔ اپنی بعض خصوصیات کے بنا پر یہ ایک تفصیلی تعارف کی مستحق ہے۔ مختصراً وہ خصوصیات یہ ہیں:

- (۱) جامع بیاض اور اس کے اسلاف و انخلاف کا تعلق دریلہ سندھ سے بنتا ہے۔ اور بیاض اور گیارہویں بارہویں صدی ہجری کے اندرون سندھ کی ایک علمی ادبی تصویر ابھرتی ہے۔
- (۲) فارسی کے بعض نادر آثار سامنے آتے ہیں۔
- (۳) جامع بیاض آردو شاعری میں ولی کا متبع ہے۔ ولی کی غزلوں پر کبھی ہوئی اس کی دو غزلیں بیاض میں درج ہیں ، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ سندھ اور گجرات کے قریبی ثقافتی روابط کی بدولت، ولی کے چینِ حیات ، یا نزدیک تر زمانے میں ولی کی آردو شاعری سے اثرات اندرون سندھ پہنچ گئے تھے۔

(۳۰۳)

(۴) پہیلیوں کی صورت میں کچھ اردو ہندی کلام بھی ملتا ہے۔ ہر بنائے قدامت یہ بھی توجہ طلب ہے۔ یہ عمدۃ الملک امیر خاں انجام محمد شاہی (مقتول ۱۱۵۹ھ) کی اردو پہیلیوں سے بھی کچھ پہلے کا ہے۔

(۵) کچھ سندھی کلام بھی منقول ہے۔

(۶) ایک رسالے (انشاء الوی مکتوبہ ۱۱۰۶ھ) کے مندرجات سے سندھ کی معاصر تاریخ پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ اب ذیل میں تفصیلی تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

(۲)

بیاض کی نوعیت :

یہ بیاض متفرق فارسی، اردو اور کچھ سندھی کلام، یادداشتوں اور کئی رسالوں کا مجموعہ ہے جو بیاض میں منقول ہیں۔ ابتدائی اوراق میں سے ایک پر، بعد کے زمانے کی ایک یادداشت اس طور پر آتی ہے۔

”اہن کتاب نایاب مجموعہ فوائد منشورہ و غزلیات و ہزلہات و قطعات و رباعیات و دیگر فوائد متنوع از رقعاتِ عجیبہ و خطوطات و مسودات غریبہ ۱۔
متوطن بلدہ شکار پور۔“

قدیم اوراق نمبر، اکثر اوراق پر تو ہیں ہی نہیں، البتہ شروع کے دو اوراق پر اردو فارسی ہندسوں میں اور ان کے بعد کسی قدر فصل کے ساتھ ہندی ہندسوں میں چند اوراق پر نمبر ملتے ہیں جو ظاہر کر رہے ہیں کہ اس ”کتاب نایاب“ میں کچھ اوراق ”باہر“ کیے بھی ہیں، تاہم شانِ خط کے اعتبار سے غیر مربوط نہیں۔

۱۔ عبارت آپ زدہ ہے۔

(۳۰۴)

جامع بیاض :

جیسا اوپر لکھا جا چکا ہے کہ بیاض کے مورخ اندراجات کا طویل زمانہ (۸۷ سال) ظاہر کر رہا ہے کہ یہ بیاض اپنے جامع کے علاوہ دوسرے ہاتھوں میں بھی رہی ہوگی۔ حسب ذیل داخلی شواہد کی بنا پر اس کا جامع دیوان دولت رائے سندھی کو قرار دیا جا سکتا ہے :

(۱) ورق ۳۰۔ الف پر ولی کے تتبع میں دولت رائے کی ایک اردو غزل چار اشعار کی آتی ہے، اور اس پر عنوان ”ریختہ بندہ دولت رائے“ درج ہے۔

(۲) ورق ۳۱۔ الف پر پھر ولی کے تتبع میں دولت رائے کی ایک اردو غزل پانچ اشعار کی آتی ہے، اور اس پر عنوان ”از بندہ دولت رائے“ درج ہے۔

(۳) ورق ۴۰۔ الف پر وہ ایک فارسی رباعی درج کرتا ہے، جو شاید اس کی نہیں، مگر وہ اس میں اپنے نام کی رعایت لحاظ میں لاتا ہے :

سر رشتہ دولت ای برادر ہکف آر
وین عمر گرامی بخسارت مگذار
دایم ہم جا باہم کس درہم کار
میدار نہفتہ چشم، دل جانب یار

اس رباعی کی طرف وہ ایک اور جگہ (پائین ورق ۴۷۔ ب) بھی اشارہ ”رباعی سر رشتہ“ کے الفاظ درج کرتا ہے۔

(۴) اس کے حین حیات، اس کے دیوان خانے کا ذکر بیاض میں آتا ہے۔ وہ ایک صاحب حیثیت شخصیت ہے، چنانچہ رسالہ ”ہاغستان“ مؤلف محمد علی رفعت ابن عتیق اللہ خان الحسینی

(۳۰۵)

(مشمولہ بیاض ہذا، ورق ۵۵ تا ۱۱۷) کے ترقیمے میں کاتبِ رسالہ ہادل سنگھ اس کا ذکر یوں لاتا ہے :

”بتاریخ سویم ۳ شہر جمادی الاول سنہ ۱۱۳۳ھ روز چہار شنبہ در دیوان خانہ بندگان راے صاحب و قبلہ مہریان دولت راے جیو سلم ، بخط غریب ہادل سنگھ تحریر یافت“۔

(۵) مزید کہ اس کے متعلقین و متوسلین میں جن رائے ، گجٹومل ، مورومل ، لالہ سلطانی مل ، یہیہ (بھیا) جواہرمل کے نام آتے ہیں۔ جین رائے کا نام رسالہ مذاوضات یا انشای الوی (منسوب بہ نواب الہ یارخان) میں آتا ہے جامع دیباچے میں صراحت کرتا ہے کہ یہ رسالہ اس نے اپنے شاگرد درست کردار، رفیق شفیق جین راے کے لیے لکھا ہے۔ گجٹومل کی کہی ہوئی پہیلیاں درج ہیں۔ دولت رائے کو پہیلیوں سے خاص شغف ہے۔ لالہ سلطانی مل اور مورومل اور یہیہ جواہرمل کے نام رقعات ہیں۔ یہ سب ، اور ان پر مستزاد بیاض کا کچھ ہندی اور سندھی کلام ، بچیا کلپ کا نسخہ مہادیو، قدیم ہندوانہ انداز کا ایک نقشہ مکان ، نام ہفت الجھرا اندر ، بالواسطہ طور پر اسی راے کے حق میں جاتے ہیں کہ بیاض دولت راے سندھی کی ہے :

بیاض کے مؤرخ اندراجات :

بیاض کے مورخ اندراجات بیشتر بارہویں صدی ہجری کے نصف اول کے ہیں، یہی نصف اول دولت راے کا زمانہ ہے۔ قدیم ترین اندراج ۱۰۷۸ھ کا اور مؤخر ترین ۱۱۶۵ھ کا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس بیاض کے کچھ اجزاء جو بحالت موجودہ یکجا شیرازہ بند ہیں، دوسرے ہاتھوں کے بھی ہوں گے۔

(۳۰۶)

(۱) ورق ۳۵-ب ہر کچھ فارسی کلام درج ہے جس کے آخر میں اس کا لکھنے والا یہ صراحت کرتا ہے: ”نوشتہ فقیر احقر الناس جگ جیون داس بتاریخ ۱۷ شہر رجب المرجب سنہ ۱۰۷۸ درتبلہ (دریلم ؟) تحریر نموده شد۔“

(۲) بیاض میں ایک رسالہ موسوم ”ناز و نیاز“ منقول ہے (ورق ۱۵۳-ب تا ورق ۱۸۱-الف) جس کے خاتمے پر تاریخ اتمام اس طور پر درج ہے: تمام شد بتاریخ ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۰۹۸۔“

(۳) ایک اور رسالہ ”مفاوضات“ یا ”انشائے الوی“ بھی منقول ہے (ورق ۲۱۲-ب تا ورق ۲۲۵-الف)، جس کا ترقیمہ یہ ہے: ”تمت الكتاب انشاء الوی بندہ درگہ امیدوار لطف پروردگار... مل واقعہ بتاریخ ۲۷ روز یک شنبہ شہر ذی قعدہ ۱۱۰۶ قلمی یافت در عمل نواب مستطاب معلمی القاب صاحبی نواب اللہ یار خاں کہ برسمہم دوکرہ (ڈوکرہ) آمدہ بود۔“ رسالے کے مفاوضات (مکتوبات جو بڑے چھوٹوں کو لکھیں) اور مراسلات (مکتوبات جو برابر والوں کو لکھے جائیں) اہم تاریخی حالات کے حامل ہیں، جو اعجاز الحق قدوسی کی تاریخ سندھ حصہ دوم میں صفحات ۴۰۲، ۴۰۳ پر آئے ہیں اور اجمالی ذکر مائتہ عالم گیری میں بھی آتا ہے۔

(۴) رسالہ مذکورہ بالا سے پہلے، اسی شان خط کے ساتھ کچھ اوراق (ورق ۲۰۹-ب تا ورق ۲۱۱-الف) درود اکبر اور اسناد درود اکبر کے خاتمے پر کاتب کی یہ تحریر موجود ہے: ”بتاریخ غرہ شعبان سنہ ۱۱۰۲- این ہدستخط نوشتہ خاک ہائے دوستان بندہ یوسف“

(۵) ورق ۱۲-ب پر جداگانہ شان خط کے ساتھ ایک فرد مرقوم ہے اور اسکے نیچے یہ صراحت آتی ہے: ”راقم الحروف عقہدت پیوند جیمل قوم کھتری انکرہ (۹) قصبہ سکھر بتاریخ فلاں شہر رجب المرجب سنہ ۱۱۲۳۔“

(۳۰۷)

(۶) ورق ۲۰۸-ب پر ایک جداگانہ شان خط کے ساتھ کچھ فارسی کلام درج ہے (مخمس مولانا کجی، اشعار از غزل سعدی، دو عیدیاں)، اور کاتب کی یہ صراحت بھی ملتی ہے: ”فی سنہ ۱۱۳۶ روز یک شنبہ تحریر یافت۔“

(۷) ورق ۱۴-الف تا ورق ۱۵-الف کچھ قطعات تاریخ ولادت آتے ہیں اور ایک ہی نو مولود سے متعلق ہیں، ہر مادہ تاریخ سے سنہ ۱۱۳۳ھ نکلتا ہے اور وہ ہندسوں میں بھی درج ہے۔ ہر قطعہ کسی کی طرف سے ہے مثلاً پدر نو مولود اور عمو صاحب اور مصاحبان و ملازمان سرکار وغیرہ، مگر ان کا ناظم حکیم تغاں کا کوئی ایک شاعر ہے۔ آخر میں ناظم قطعات کا ایک اور قطعہ ”در صفت خود گوید“ کے عنوان سے ہے جو قطعہ تاریخ نہیں ہے، مگر اس کے نیچے بھی سنہ ۱۱۳۳ھ درج ہے۔

(۸) رسالہ باغستان مؤلف محمد علی رفعت (ورق ۵۵ تا ۱۱۷) کا ترقیم اوپر نقل ہو چکا ہے جس میں ”تاریخ سویم ۳ شہر جمادی الاول سنہ ۱۱۳۳ھ روز چہار شنبہ“ درج ہے۔ دن اور تاریخ کی یہ مطابقت از روئے تقویم قابل قبول ہے۔

(۹) ورق ۱۵۲-ب پر کچھ فارسی کلام درج ہے جس کے آخر میں تاریخ کتابت درج ہے: ”بتاریخ ۱۹ شہر جمادی الاول سنہ ۱۱۳۹ھ۔“

(۱۰) ورق ۶-الف اور ب پر فارسی میں ایک مزاحہ نثری تحریر بصورت رقم آتی ہے جس کے آخر میں کاتب کی صراحت ہے کہ ”ایں رقم ہر حسب فرمودہ بہہ مورومل جیو واقعہ بتاریخ ہژدہم ۱۸ شہر ذی قعدہ سنہ ۱۱۶۵ھ در موضع در پہلہ از دست شرمسار بندہ مکہراج تحریر یافت۔“

ان اندراجات سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ اصل بیاض کا زمانہ بیشتر بارہویں صدی ہجری کا نصف اول ہے، بعد کو اس میں دیگر اجزاء (رسائل) شامل ہوجانے کے سبب سے اس کی نوعیت مجموعے کی ہو گئی، جس کا زمانہ توسیع پا کر ۱۰۷۸ھ اور ۱۱۶۵ھ کے مابین کے عرصے کو محیط ہے، اور یہ کہ صاحب بیاض اور اس کے اسلاف و اخلاف یا متعلقین و متوسلین کا کوئی تعلق دریلم سے بنتا ہے جو مقالات الشعراء کے مرتب حسام الدین راشدی کی صراحت کے مطابق نواب شاہ سندھ کے توابع میں سے ہے (قصبہ دریلم خط مشہور مردم خیز از توابع نواب شاہ، سندھ۔ مقالات الشعراء، ص ۲۶۸، ح)۔ تاریخ مظہر شاہ جہانی مہن اسکو بکھر کے توابع میں سے بتایا ہے۔

دولت رائے اور دریلم:

فاضل گرامسی ڈاکٹر نبی بخش بلوچ سندھ کے قریب قریب، قصبہ قصبہ اور شہر شہر خود گھوم پھر کر شعرائے سندھ کے سندھی، اردو کلام کی بازیافت کر چکے ہیں۔ سندھی لوک کلام کی چالیس جلدیں، اور کتاب ”سندھ میں اردو شاعری“ اس غیر معمولی محنت کی آئینہ دار ہیں۔ راقم نے موصوف سے دولت رائے سندھی کے اردو کلام کا ذکر کیا جو ولی کے تتبع میں ہے۔ ڈاکٹر بلوچ نے بتایا کہ اس کی اطلاع انہیں دریلم کے (رٹائرڈ) جیم سید ڈنل شاہ سے بھی ملی تھی لیکن کلام کی بازیافت نہ ہو پائی تھی۔ اب یہ کلام اس بیاض میں دستیاب ہے۔

دولت رائے نام کا ایک شاعر مقالات الشعراء مؤلف قانع میں مذکور ہے مگر وہ دولت رائے تتوی دیوان امرائے ترخانہ ہے جس کی اولاد میں سے ایک مرزا سعادت مند (جدید الاسلام) کا شعراء کے

(۳۰۹)

ذیل میں مرکز آتا ہے اور وہ منصب دارانِ بلدہ تہ میں سے تھا۔ اس دولت رائے کا دیوان امرائے ترخانہ میں سے ہونا آسے بیاض کے زمانے سے پہلے کا ظاہر کرتا ہے اور تطبیق کی صرف یہی صورت رہ جاتی ہے کہ دادا کا نام پوتے کو ملا ہو۔ (یہ طریقہ عربوں میں تو بکثرت رائج ہے مگر مثالیں ہندوؤں میں بھی ملتی ہیں)۔ اس کی اولاد میں سے مرزا سعادت مند کا جدید الاسلام ہونا بیاض کے بعض اجزاء سے مطابقت رکھتا ہے جو اسلامی رنگ کے ہیں، مثلاً درودِ اکبر۔ بہر کیف، صاحبِ بیاض کا حال احوال تحقیق طلب ہے اور مضبوط معلوماتِ ہمدست نہیں۔

دریہا، جس سے بیاض کا تعلق بنتا ہے، قدیم زمانے میں مشہور، مردم خیز قصہ رہا ہے جہاں کہ مرتب مقالات الشعراء نے صراحت کی ہے اور یہ بات مقالات الشعراء سے بھی بخوبی ظاہر ہے جس میں صفحات ۶۷، ۱۶۳، ۲۹۸، ۷۶۶-۷۷۰ پر کئی دریہوی شعراء کا ذکر آتا ہے، یعنی آرزو، چراغ، اخلاص، سالار، سائل، نادان۔ دریہا اس دور میں شعر و ادب کا مرکز رہا ہوگا۔ اندرونِ سندھ کے اس قصبے میں ولی کی اردو شاعری کے اثرات اس کے حینِ حیات یا نہایت قریب تر زمانے میں پہنچے ہیں۔ اس دور کا سندھ گجرات سے قریبی ثقافتی اور ادبی روابط رکھتا تھا۔ سندھ کے ہندو شعراء کی ایک بڑی تعداد فارسی میں شعر گوئی کی طرف متوجہ تھی، چنانچہ کم و بیش ۲۵، ۳۰ کا ذکر تو مقالات الشعراء ہی میں موجود ہے۔ اور اب کہ دولت رائے کی بیاض ہمارے پیش نظر ہے تو یہ کہنا بجا ہوگا کہ توجہ اردو شاعری کی طرف بھی رہی ہوگی جس کے اثرات ولی کی شاعری کی صورت میں پڑ رہے تھے۔

(۳۱۰)

(۲)

اب ذیل میں بیاض کے بعض مشمولات کا بطور خاص ذکر کیا جاتا ہے :

انتخاب کلام فارسی :

(۱) سوال و جواب منظوم - پہلے صراحت ہے کہ ” روزے

عاشق بیچارہ از تشویش دل گلدستہ گلمای بدست داشت - معشوق

سوال کردہ ” بگوای عاشق صادق چرا گلدستہ آوردی

کہ آز ماخوب تر دیدی کہ گل در دستہ آوردی

جواب عاشق : ہر ای دیدنت ای ماہ من گلدستہ آوردم

ز خوبی لاف میزد زان سبب من ہستم آوردم ورق ۱- ب

(۲) منگلام ” غوث الثقلین“ : آنروز کہ بندہ آفریدی ہوجود

دانستم بڈی کہ بندہ چون خواهد بود

یا رب تو گناہ بندہ بر بندہ مگر

این بندہ ہماں کند کہ تقدیر تو بود

اس ذیل میں تین قطعات اور دو مفرد اشعار بھی آتے

ہیں (ورق ۲- الف)

(۳) ابیات بصورت مثنوی مشتمل بر نصاب ہرے مسافر

(ورق ۸- الف)

(۴) معنیات : باسم سبحانہ و تعالیٰ ، مثال باسم غم ، مثال

باسم صدر ، مثال باسم مبارک وغیرہ (ورق ۹- ب تا ۹- ب)

(۵) فردیات و رباعیات : (ورق ۱۲- ب تا ۱۳- ب)

(۶) قطعات تاریخ ولادت : بعنوان ” شیخ صاحب و قبلہ

خدایگان“ قطعہ بتعمیر الف ، عمو صاحب قطعہ ، ایضاً قطعہ ، مصاحبان

قطعہ ، تتمہ ، صاحب سخن قطعہ ، اہل دعوت قطعہ ، منجم قطعہ ،

(۳۱۱)

ملازمان سرکار (قطعہ)، باغبانان قطعہ، درصفتِ خود گویند
(بتاریخ سنہ ۱۱۳۳ھ - ورق ۱۳ - الف تا ۱۵ - الف)۔

(۷) فردیات و قطعات: ان میں ایک فرد اور ایک قطعہ بھی
آتا ہے جو مقاسی رنگ لیے ہوئے ہے:

فرد - سید چوڑی بدست آن نگارِ نازنین دیدم
بشاخِ صندلی پیچیدہ بہارِ عنبرین دیدم
قطعہ - موسمِ ہولی گذشتہ ہر بیتے
گفتم آں ہندوئے سیم اندام را
خاک بازی همچو طفلان تا بکے
بس کن این ہنجر نافرجام را
گفت اے غافل مگر نشنہ
خاک ہر سر کُن غم ایام را

(ورق ۱۵ - الف تا ۱۶ - الف)

(۸) قطعہ ہشت حرف غیر ہارسی، ع ہشت حرف است آنکہ

اندر ہارسی ناید ہمی، مشہور قطعہ ہے:

قطعہ شش خط: نگارِ من خطِ خوش می نویسد
بسی زیبا و دل کش می نویسد
مناشیر و محقق، نسخ و ریحان
رقاع و ثلث ہر شش می نویسد
رباعی میران سید جلال گجراتی: ہر چند کسی بصورتِ دد باشد
چوں معنیش آدمیست کے رد باشد
خود گو چہ کند چہ نقعبان دارد
کر معنیٰ نیک در خطِ بد باشد

(۳۱۲)

فردیات از نامعلوم :

حَسَن معنی چون بیابی در کتاب

بهر قبح خط رُخ از وی بر متاب

آدمی زاده نادان بچہ مانند . . .

نسخہ معتبر و خوش خط و بسیار غلط

(۹) قطعات و رباعی: (ورق ۲۶ - ب) -

(۱۰) فرد: کتہ چتے کہ ہم رنگ خرما بود ہگرما و مرما توانا بود

(۱) نصائح منظوم: اسی ذیل میں تھوے کے بارے میں یہ دو

شعر بھی آئے ہیں۔

شکست گر رسد از رنج . . . قہوہ بنوش

کہ مومہائی حل کردہ قہوہ گرم است

دی شب بخانہ عربی میہمان شدم

از بسکہ داد قہوہ بمن قہوہ داں شدم

(ورق ۲۹ - الف)

(۱۲) کلام شیدا و انوری و رباعی حضرت شاہ رکن عالم

بمعنوان ذیل:

”رباعی حضرت شاہ رکن عالم، ہر کہ ہفت بار بیکنم بخواند

ہاران البتہ ہارد“

یارب! سبب حیات حیوان ہفرست

وز خوان کرم نعمت الوان ہفرست

از بہر لہر تشنہ طفلان نبات

از دایہ ابر شہر ہاران ہفرست

(ورق ۲۹ - ب)

(۳۱۳)

(۱۳) کلام شرف و ویسی و عبیدی غزلیات فارسی ورق ۳:

ب تا ورق ۳۳ - ب -

(۱۴) کلام عرفی و سعدی و امیریگ ہوسن و شیخ نظامہ

کنجہ و شوقی و مجیبی و مسکین (موسوم بہ مسکین شاہ ہندی از مصاحبان
و ہمراہیان نواب مہابت خان کاظم -۱- (ورق ۳۸ - ب - ۵۴ - ب)

انہی اوراق میں کسی سعدی کی یہ ایک فارسی غزل بھی
آئی ہے جس کا عنوان ”غزل نوشتہ سعدی شیرازی“ درج ہے مگر غزل
میں حروف ابجد کے ٹھیٹ اردو نام آتے ہیں، اور شاعر کسرہ اضافت
کی جگہ یاے اضافت بھی لاتا ہے ”اے نگارا“ کی صورت میں دو دو
حرف ندا بھی یکجا ملتے ہیں، شتر گر یہ بھی ہے نیز وہ خواہند
و گوہند کے نون کو نون غنم نظم کرتا ہے۔

اے بیالا جوں صنوبر، اے ہرخ جوں مہم و ہ

ہمچو عنبر زلف داری، لب چو شمین و کاف و رے

آفتابے خسروانے، ماہتابے عاشقان

قبلہ آزاد گانے، اے صنم با رے و ہ

تا ہکردی رے و خے اندر کشیدی خے و طے

مستمندم، دردمندم، تن گرفتہ بے و تے

تے و بے آمد نگارا تا مرا از عشق تو

داروے دردم تو داری درمیانے لام و بے

۱۔ صوبہ دار تہ ۱۱۳۲ھ - ۱۱۳۵ھ و فوجدار سرکار چاکر ہالہ (یکے از

سرکار صوبہ سند) بودہ، بسیار صحبت آرا، خوش اختلاط، خلق

محمدی را با اکابر و اصاغر مرعی داشتہ و شاعر جمید بودہ (مقالات

الشعراء ص ۷۵۸)

(۳۱۴)

اے نگارا گر تو ما را ہک شبنم مہمال کنی
نقل خواہم از لبانت بے و واو و سین و عے

آنزماں جوں مست گردم ہاتو گریم راز دل
تا سحر گاہاں نہادہ لام بے ہر لام اے

شاعران خواہند کہ گویند شعرهای پر نمک
کس نگوید، همچو شعرے سین و عین و دال و بے

ہر کہ سعدی را نخواهد دیدہ اش تیر قیدہ ہر
ہر رویش بادا ہمیشہ لام و عین و نون و تے

(ورق ۵۳ ب)

امیر یوسف بیگ کی غزل بھی ذیل میں درج کی جاتی ہے۔
اس کے ایک شعر میں برادران مخالف طبیعت ہر طعن ہے۔ (یہ غالباً
دولت رائے کا شخصی مسئلہ ہے کہ اس شعر ہر حاشیے میں وہ رباعی
جس ذکر اوپر آچکا ہے مصرع اول ع سررشتہ دولت اے برادر بکف
آر پھر تحریر میں لاتا ہے۔) اب امیر یوسف بیگ کی وہ غزل ملاحظہ
ہو جس میں وہ اپنا تخلص یوسف لاتا ہے :

بے دردی است درد ہم درمان فروختن
درسی (در) سخن ہم مردم نادان فروختن
بازار دوست گرم و دران ہم منع نیست
زنار را خریدن و ایمان فروختن
صد گنج در ہم خزین ہندوی چشم ماست
کاری (کار) دلہست گوہر غلطان فروختن
آموز ای رفیق ز پروانہ رسم عشق
نیکو ست جان بشمع سخندان فروختن

(۳۱۵)

برآن برادران کہ مخالف طبیعت اند
دشوار نیست یوسف کنعان فروختن
یوسف اگر نگار خریدار جاں شود
ارزاں بہای جاں کنم آسان فروختن (ورق ۷۴-ب)

ورق ۵۱-ب پر ایک قطعہ بعنوان ”بیرم فرماید“ آتا ہے :

دلاگر محرم اسرار باشی

بہر جای کہ باشی یار باشی

اگر خواہی کہ یابی گنج معنی

بوقت صبحدم بیدار باشی

منظوم سوال و جواب کی صورت میں ایک مکالمہ بھی آتا ہے جو

صاحب بیاض کے حسب حال ہے ، اور یہ ہے :

سوال - چند برمنگ اعتقاد کنی کہ مہا دیو این سپر دارد

رشتہ بگسل و بگو الحمد دین ما رونقی دگر دارد

جواب - سر ہسر عقل درد سردارد موموے جنون اثر دارد

... دکان دین بیاز آئی کافری رونقی دگر دارد

(ورق ۴۲-ب)

انتخاب کلام اردو :

(۱) ورق ۴۴-ب پر کچھ کلام آتا ہے جس کا انداز امیر

خسرو کے ریختے کا سا ہے، اور امکاناً یہ دولت رائے بھی ہو سکتا ہے :

ہند بچہ را اگر فتم بودم بکنارے وز زلف کجش گستہ شد ہک تارے

گفتم صنما کہ ہر سر موی تو چہست فریاد بر آورد کہ موے مارے

ابروی کہ بیہمت کمانے تیری نکہت بلایے جانے

کرد نکوئی کہ نہ کوئی کند در حق من لہجہ گر اوئی کند

(۳۱۶)

اسی ذیل میں یہ دو اشعار بھی آئے ہیں ان میں سے ایک تو صاف اردو شعر ہے، دوسرے میں اردو لفظ بطور نقل قول نہیں آتا کہ اسے ریختہ کہہ سکیں۔

آسوز مہیاں لنتم کرو آفت جاں ہے

ہر کچھ جو کرے کچھ نہ کہو مور میاں ہے

درد را در ہندوی گویند پیر

میتوان ہندرد را بے پیر گفت (ورق ۳۰ ب)

(۲) ”نکاح میر جعفر زلیٰ“ کے عنوان سے ایک نظم بصورت

مشنوی آتی ہے جو یہ ہے :

دیتے جا میں ات دکھ پایا لاہی کارن سول گنویا

چیل پری میں دیرا لیتا ایک روپیہ بہارا دیتا

استا ہاشم آون لاگے جنکے آئے ایسر بھاگے

ہاشم قاسم اور بہاری کرنے لاگے باتیں بہاری

نورو نے تب کیا پھیرا ہوا کیا گھر کھو یا میرا

ہستے ہستے رہا بہلائی دل دل میں تب دیا دہائی

ہستے ہستے نسبت لائے : صورت سیرت خوب بتائے

دونے چار مل ایک کیا بہوار مشوا میرا لیا .

جب میں دلہن کی قبول کورا کرکت خاک اور دھول

تب جا نورو مہندی لیاے تان کا جہواب سن اب بھاے

بیابہ کی رات شہانہ گایا عقد بندھا میں ہی ہی لیا یا

گھونگٹ کھوں کہا دیکھوں نیچ دینیت بیٹھا گونگٹ نیچ

لاکھ روپیہ سہر بندھایا ایسا مہنگا دینیت پایا

نیچ بھج میں دلہن پائی کورا کرکت بھس اور چھائی

کھونسے کھانسے کنڈلی سنڈلی من توہوں جو سانپ کی کنڈلی

(۳۱۷)

دانتوں کا کیا کروں بچار ٹینٹے کا چبوں ہے آچار
کُٹب ... کمر پر کورا . نورور کا جوں جھکا کنگورا
ٹاک کا کیا کروں آلوپ جیسے بیجاہور کی توپ
(ورق ۶ - ب تا ۷ - الف)

(۳) شعر نامعلوم:

جہاں دیکھوں تمہاں تجھ کو ہوا تحقیق جب مجھ کوں
بنا موجود ہر شے موں ولے سبھ میں نہارا ہے
(ورق ۱۳ - الف)

(۴) اشعار ولی:

صبحن گلشن موں جب خرام کیا سرو آزاد کوں غلام کیا
ہے ولی کی زہاں موں لذت بخش ذکر تجھ لب میں صبح و شام کیا
(ایضاً)

(۵) ریختہ ولی:

نشاء بخش عاشقان وہ ماقی گلفام ہے
جسکی اکھیوں کا تصور بیخودی کا جام ہے
آفتاب آتا ہے محرم ہو کے تجھ کوچے طرف
صبح صادق بر میں اس کے جامہ احرام ہے
جس صدم کی سرکشی میں جگ میں ہے صیت بلند
شکر حق وہ کافر بدکمش میرا رام ہے
کیوں ولی اس تنگ مغزی کا نہیں کرتا علاج
ہاں اس اکھیوں کی توجہ کوں روغن بادام ہے
(ورق ۳۰ - الف)

(۶) ریختہ بعنوان ”ریختہ بندہ دولت رائے“:

ہر کم مست بادہ حسن تو اے گلفام ہے
گردش چشمت اوسے کوں بیخودی کا جام ہے

(۳۱۸)

زلفِ ہر پیچت اگر چکرا دلِ دیوانہ کوں
حاشِ لہ! کیا کہوں کیسی بلا کی دام ہے
خطِ بر آوردی نہوا وعدہ وصلت وفا
ابکن پیوسلاوٹا نہ صبح ہے نہ شام ہے
نسبت اکھیوں توری کے میں . . . میں نہیں
منفعل آگے جنہوں کے نرگس و بادام ہے
فلبکاری کہا کرے گا وہ رقیب سنگ دل
پارکھوا مہرا سجن سونیاں سہم اندام ہے
اے بت خود کام جو چاہے سوکر بہر خدا
بیگنہ غصے نہو آخر خدا میں کام ہے
ساغر مے کی ہمیں پروا نہیں کچھ ذوقیا
نشاء بہش عاشقاں وہ ساقی گلفام ہے
(ورق ۳۔ الف/ب)

اس مقطعے سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ دولت رائے، ذوقی
تخلص کرتا ہے۔

(۸) ریختہ ولی:

صحبت غیر میں جایا نہ کرو
اپنی خوبی کے اگر ہو طالب
مجھ کوں ترشی سے ہے ہر عیض نہم
دل کوں ہوتی ہے سجن بے تابی
ہم کوں برداشت نہیں غصے کی
پاکبازوں میں ہے مشہور ولی
درد مندوں کو کڑھایا نہ کرو
اپنے طالب کو جلا یا نہ کرو
چین ابرو کوں بنایا نہ کرو
زلف تے ہاتھ لگایا نہ کرو
بیگنہ غصے میں آیا نہ کرو
ان سے چہرے کو چھپایا نہ کرو
(ورق ۳۔ ب، ۳۔ الف)

(۳۱۹)

(۹) ریختہ بعنوان ”از بندہ دولت رائے“:

گل رخاں باغ میں جایا نہ کرو درد بلبل کا بڑھاہا نہ کرو
غیر کون پاس بٹھاؤ نہ سجن مجھ کون غیرت میں گلا یا نہ کرو
(= گھلایا)

ہوگا دیوانہ پری تے اپناں آرسی منہ کو دکھلایا نہ کرو
چھید کرتی ہے پیا چھاتی میں موشنیں بے بن بجایا نہ کرو
دعویٰ خون شہیدان تو ثابت ہوگی ہاتھ ہر مہندی لگایا نہ کرو
(ورق ۳۱-الف)

(۱۰) ریختہ: اے تاج دام نیکی، جس دام نس پڑا ہے

وہاں کہ زر نہ باشد اس پاس کون جاوے (ورق ۳۶-ب)

(۱۱) بعنوان ”ریختہ“:

سجن اپنے کے آن کی خبر جیو آج ہاؤں میں
دو ہلکاں میں بہاروں گھر انجھوں چھڑکاؤ لیاؤں میں
سبھی گھر بھیتر آنگن منوں بچھاؤں نہنوں کے قالین
سکھی جب ایک چت ہو کر چھپر کھٹ کون گھراؤں میں
گھراؤں صبر کے پائے لگاؤں آہ کی ہنسیاں
سکھی یہ سروے دوکھ کی چول لہکر سبھ جڑاؤں میں
کروں تقوا کی سبھ دندی قناعت کی کروں چھتری
سولان کے لائے کر سیجا خرا دی دل چراؤں میں
سکھی جب چت کروں نقاش رنگوں ساز سبھ رنگیں
سورت سے لائے کر [رنگاں] لہریا رنگ رنگاؤں میں
رنگ کر رنگ سبھ رنگیں بننا کر نو نواروں میں
سکھی فراش میں کر کر چھپر کھٹ کون بناؤں میں
کروں عرما (?) کلابتو لگاؤں چاہ کا ریشم

(۳۳)

کروں جو پیار کا ہتوا چھبی چھت سوں کدھاؤں میں
تو اپنے نہر کا پردا سلاؤں ہاتھ پر ہا کے
حما توشک نہالی کون روئی چنتا بھراؤں میں
تو اپنی شرم کی چادر دھروں تکہ دھرم کاری
[تو] او قچا بہرم کالے کر خوشی ہو خوش بجاؤں میں
بنا کر گھر سبھی اپنا کروں جو آس سرجن کی
جو آج آوے سرے یہاں کو تو واری وار جاؤں میں

(ورق ۷۳-الف/ب)

(۱۲) ایک دوہا جس میں سات دریاؤں کے نام نظم کیے

میں: بعنوان ”نام ہفت دریا کہ در بھکر یکجا شدہ“۔

راوی ۱، اٹک ۲، چنہاؤ ۳ ہے، گھلو گھارا ۴، بیاب ۵،

جیلیم ۶، سندھ ۷ ہے ساتویں کرے علی تریابہ

(ورق ۱۸۲-الف)

پہیلیاں:

صاحب بیاض کو پہیلیوں سے خاص شغف ہے۔ بعض پر ان

کے ناظموں کی صراحت ہے۔ بقہ امکاناً صاحب بیاض کی ہو سکتی ہوں۔

وہ یہ ہیں:

(۱) بعنوان ”تصنیف بندگاں خانصاحب و قبلہ“۔

● ایک نار کرہو سنگار وہ بیچ سہا کے آوے

لوگ سہا کے جیوں جیوں دیکھیں نیوں تیوں آپ دوراوے:

بڈھ کی آنکھیں جو کوؤ دیکھے تو وہ آپ جتاوے

سکھی پہیلی ہے کون مہری کوؤ چتر بتاوے

● کٹن کے رسن سوں باندھے ہام چار پترکھ کے سر پر دھام

سدا جانڈ نہیں بھوم نہ آوے پنڈت ہو سو یاہ بتاوے

(۳۲۱)

ولہ ● ایک نرمون نار رھے ناری میں نردوے
دوے نرمیں ناری رھے ہرلا بوجھے کوے

ولہ ● بے جبھیا بسانکا کون سوسائیں نہیں ہوے
موہ کالا تن نیرملا بیرلا بوجھے کوے

ولہ ● جا کے کر پگ سیمس نہہ تا من کہو سنہم
چام ماس اور ماس نہہ نین مئی سب دیہ

ولہ ● نالو لہت دوی مٹھے آویں پنڈت شوین تو یاہ بتاویں

ولہ ● جو کہوں تو نبوجھو جو نہ کہوں تو نبوجھو
(ورق ۱۷ - الف/ب)

(۲) بعنوان ”امیر خسرو“۔

● آدھا باجا آدھا گیلا تا کے بیچ موں سب جگ گیلا

ولہ ● آدھا ارنا سارا ہاتھی چن پایا تین لایا چھاتی

ولہ ● آدھی بوبو ساری رانی

ولہ ● چار ہونو کی واکو نانو واکے ناں ہیں ایکو پانو

جا کون سن کے سورمان ڈریں گھرکون چھوڑ باہر جا پریں

(ورق ۱۷ - ب)

(۳) از نامعلوم بعنوان ”لاادری“۔

● اری اری سکھی سہس موکھی سہس موکھی تو کنک

کنک کچھ دو موکھ چلے دو موکھ چلے کھرک

کھرک کچھ موقی او گلے موقی او گلے سیپ

سیپ کچھ جگت پہاری جگت پہاری رین

رین کچھ تھر رھے

● ایک ترنک موقی کے انک اونچ نیچ لہت ہوے

ایسی پہیلی سہس موکی بیرلا بوجھے کوے (ایضاً)

(۳۲۳)

(۴) بغیر عنوان -

- کون سی وہ ... (محذوف بر بنائے کثافت) -
- ترکنم و ... (محذوف بر بنائے کثافت) -
- بوجھے تو ... میں ... کروں (محذوف بر بنائے کثافت) -
- ہے لوھے کہیں تانبے کی -
- اوپر چہم نیچے چہہ بیچ میں ہر اچنبہا یہ
- آد اچہر بین سبھ کون تارے مدہ اچہر بین سبھ کون مارچاے
- انت اچہر بین سبھ کون میٹھا سومیں یہ کی اکھیوں ڈیلھا
- دو ناری ترفی میں تاری تن میں دو بھوری ارباری
- اک کوڑی کے بھل اٹکی مہامورہ ہتھاری (؟)
- بھل ہو آن مل نار کھایو کھویو انہوں گیان
- یہ ہاپی آن تین گھر و جو آیو آن درسیان (؟)
- ایک دو تین چار بار آری ہشت گردد جو در شمار آری
- سراپین داسی بھکیں دواو کلتے جیو سمن انل جوہر سکیں اوڈمارت ہے جیو
- رات پڑی پڑن لاگی دن کون دیکھے اٹھ کر بھاگی
- میں کہہ اس کا نانو کہو پہیلی یا چھوڑو گانو
- بالا ہو سبھ کہیں بھا وے بڑا ہووے تو کام نہ آوے
- میں کہہ دٹیا اوس کا نانو ارتھ کہو یا چھوڑو گانو
- اٹھے تو دوکھ بیٹھے مہادوکھ نہ اٹھے نہ بیٹھے تبہیں سیکھ
- پہیلی از دولت راے بعنوان "لراقم"
- ایک رات جب آدھی گئی ایسی پہیلی تب میں کہی
- بوجھے تو کسہوں نہ سہاوے بن بوجھے سبھ کے من بھاوے
- پہیلی بعنوان "از گجومل جیو"
- سیرسون پھرے ہانوں نہ دھرے اور کے ہاتھ سے سبھ کچھ کرے

(۳۲۳)

ساری کھیتی مکھ میں ڈالی جو کھا وے سو پھر نکالے
یہ پھیلی پرگٹ میں کہی کہو بچار کے مجھ کون یہی
(ورق ۱۸-الف/ب)

پھیلیوں کے بعض الفاظ (ڈیٹھا، سبھ گہیں = سبھ کینھ،
کسہوں = کہنہ سون) ناظم کے سندھی ہونے پر دال ہیں۔

سندھی کلام :

(پھیلیاں : بعنوان ”پھیلی ہاں سندھی“۔ پہلی دو کی قرأت

واضح ہے ، باقی تین کی شک کے ساتھ۔

- ہک پانثرینہ واری ہدھری ہو جو کا تمہو جون
- اساں اون پڑیں نین میں ہنہجو ہاریوں
- دعاہاراتی وج میں جوڑی آہی جا سجن کری سا اچی بیہتو سامہون
- کہی کہی ہ اپنے جراجرا کرلیں باج نہ آیو بیرا با ما پر کمر کہن
- اسی ذیل میں یہ دو پھیلیاں بھی درج، ہیں جو سندھی نہیں۔

● سوک ساک سکرا بھی اچھوں نہ اے بہ تاج

سون سون بہری ہو رہی کہی کل کی لاج

● لکر چھکر بہری بھٹی باج نہ آیو کو

کہا کہے کے دیس میں کیسے باسا ہوے

(ورق ۳-ب)

(۲) ابیات سندھی : متن کی قرأت شک کے ساتھ کچھ یوں ہے۔

● جا پاندھی کہی پندھ کہوں جھلی رھائی

منہج سا ہاسی پڑیوں تھی پودا تھیو

● داہم دریاہن میں ہوئی ہمیشہ جا

صححت کارن سا ہجاسن ہتھ کی

رسائل منقولہ :

(۱) رسالہ ”باغستان“ : یہ ورق ۵۵ - ب سے ۱۱۷ - تک آتا ہے اور گلستان سعدی کے طرز پر ہے۔ ہر باب کو باغ کا نام دیا ہے۔ آغاز تصنیف میں مصنف اپنا نام ”محمد علی رفعت بن عتیق اللہ خاں الحسینی“ بتاتا ہے۔ رفعت تخلص اس کے اپنے اشعار میں بھی آتا ہے جو رسالے میں ملتے ہیں : ع ”رفعت چہ شدی اگر نبودی اجزائے رسالہ یہ ہیں۔ حمد و نعت (ورق ۵۵ - ب) ، دیباچہ، مصنف (ورق ۵۵ - ب تا ۵۸ - ب) ، باغ اول مشتملبر اقوال حکمائے یونان (ورق ۵۸ - ب تا ۶۸ - ب) ، باغ دوم مشتملبر حکایات عشق و محبت (ورق ۶۸ - الف تا ۷۹ - الف) ، باغ سوم مشتملبر حکایات کرم و سخاوت و اخلاق و مروت (ورق ۷۹ - الف تا ۸۸ - ب) ، باغ چہارم مشتملبر حکایات قناعت و بردباری و مذمت طمع و سبکداری (ورق ۸۸ - ب تا ۹۶ - ب) ، باغ پنجم درقبائح معصیبت ہدا (ورق ۹۶ - ب تا ۱۱۷ - الف) ، خاتمہ (ورق - ب) باغ چہارم کی ایک حکایت میں سفر دکن اور سوادہ خاندیش کا حوالہ آتا ہے۔ اسی نام اور تخلص کے ایک شاعر کی، جو باغستان کے مصنف کا نام اور تخلص ہے (یعنی محمد علی رفعت) ، دو مثنویاں نوادر بنارس (فہرست مخطوطات فارسی) مشمولہ سہ ماہی ”اردو ادب“ علی گڑھ، شمارہ ۳ ہابت ۱۹۶۶ء میں مذکور ہیں۔ کوائف یہ ہیں :

● ص ۱۹ : نمبر شمار ۳۶۲، مخطوط ۱۱۸، مثنوی محمد علی رفعت، سنہ تصنیف نامعلوم، سنہ کتابت ۱۸۴۳ع۔

● ص ۱۹۳ : نمبر شمار ۵۳۴، مخطوط ۱۶۷، مثنوی انجمن خلوت محمد علی رفعت، سنہ تصنیف نامعلوم، کتابت ۱۹۰۴ع۔ یہ

(۳۲۶)

امر تحقیق طلب ہے کہ دونوں محمد عالی رفعت ایک ہی شخصیت ہیں یا دو مختلف شخصیتیں۔

(۰) مجموعہ مشتعلبر ال نامہ ملا دوپہازہ (۱۱۸-ب تا ۱۳۰-الف)، ہجوتامہ ملا دوپہازہ برائے محمد سعید داماد شیخ یوسف (۱۳۰-الف تا ۱۳۵-ب) و اکمل نامہ ملا دوپہازہ در جواب اکمل نامہ اسحاق اطعم (۱۳۲-ب تا ۱۳۰-ب) نوٹ :- ال نامے کے سرنامے پر کاتب کے قلم ایک یادداشت درج ہے ”حوالہ بنام خان مہربان“۔ یہ وہی خان مہربان ہوں گے جن کی تصنیف کردہ پہیلیوں کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ ال نامہ ایک مقبول صنف نثر رہی ہے، حالی نے بھی اس صنف میں طبع آزمائی کی ہے۔ ملا دوپہازہ (وفات ۱۰۳۰ھ = ”بہشت باد جابیش“) کے ال نامہ میں اپنے پانچ معاصر خیالات کی عکاسی دل چسپ طور پر موجود ہے اور اکبر بادشاہ کا ذکر بھی آتا ہے (۱۲۲-ب) خانخانان کی سخاوت کے قصے مشہور ہیں مگر ال نامے میں آتا ہے کہ ”الخانخانان ہچوکعب کہ بعد از سالے دروازه وا شود“ (ورق ۱۲۷-ب) ہجوتامہ ملا دوپہازہ میں بھی مقامی حوالے موجود ہیں، چنانچہ لاہور، کلا نور، سیالکوٹ، بخشیش، ملک پنجاب، مہتم بہاری داس کا ذکر آتا ہے۔ ایک ”شیخ دکا“ کے ذیل میں صراحت ہے کہ دالِ مکسور سے ہے، جبکہ سندھ میں دالِ مفتوح ہے۔ ہجوتامے کے خاتمے پر اسے فریاد نامے کے نام سے بھی موسوم کیا ہے۔ اکمل نامہ ملا دوپہازہ میں ایک جگہ معاصر اکبری امیر شیخ فرید کا ذکر ہے (۱۳۷-الف)۔

(۳) نور نامہ (۱۳۱-ب تا ۱۵۱-ب) ہر دو خط۔ اس نور نامے

کی حقانیت کے ثبوت میں مصنف یہ حکایت لکھتا ہے :

(۳۲۷)

نقل است صحیح کہ امام محمد غزالی رحمہ اللہ علیہ نہصد
و نبود و نہ نسخہ داشت۔ ہمرا مطالعہ کردی و بیہ ہیچ
گونہ خاطر جمع نشدی تا آنکہ این نورنامہ را می دیدی
و میخواندی و از خوش خاطری خود میگفتی کہ این نسخہ
معظم نورنامہ را بسطان محمود غازی بطریق تحفہ و ہدیہ
بیرم و اشارت و بشارت لایق آن مردِ عادل است۔۔۔

واضح رہے کہ سلطان محمود غازی کا سن وفات ۵۴۳ھ ہے اور
امام محمد غزالی کا سن وفات ۵۰۵ھ ہے، یعنی دونوں کے سنین وفات
میں ۶۵ برس کا فصل ہے۔

(۴) رسالہ ناز و نیاز (ورق ۱۵۳-ب تا ۱۴۱-الف)۔ یہ رسالہ، عشقیہ
رقعہ جات پر مشتمل ہے۔ اور ابوالمنصور مظفر حسین بہادر گورکان
کے زمانے کا ہے جسکی مدح رسالے میں حمد اور مناجات قاضی الحاجات
اور سبب تالیف کے بعد آتی ہے۔ ممدوح نوجوان ہے جس کے لیے
وہ کہتا ہے :

نہال تازہ از باغ جوانی
گلے از گلبن چنگیز خانی

مزید معلومات ہمدست نہیں۔

رسالے کے مشمولات کے بارے میں مصنف کی صراحت ہے کہ
”این رسالہ مرتب است برشانزدہ باب و خاتمہ“ (ورق ۱۵۶-الف)۔
رسالے کے رقعات میں بکثرت عشقیہ اشعار آتے ہیں اور ایک حسب حال
غزل بھی آتی ہے لیکن ناظم کی صراحت نہیں ملتی۔ ممدوح کی مدح
کے اشعار بالیقین صاحب رسالہ کے اپنے ہیں، مگر ان میں بھی تخلص
موجود نہیں۔ آخر میں تاریخ درج ہے جو ۱۵ ربیع الثانی ۱۰۹۸
پڑھنے میں آتی ہے۔

(۵) فال نامہ (ورق ۱۸۵-ب تا ۱۸۷-ب) بم ذیل ثور و جوزا و سرطان و سنبل و میزان و عقرب و قوس و جدی و دلو و حوت ، شرح آیات متعاہ، بطرز ذیل :

ثور: قال اللہ تعالیٰ ”اقبل و لا تخف“ بشارت باد مرترا اے پر سندنہ فال ہیچ اندیشہ مکن کہ مراد تو برآید مبارک است“ (۱۸۵-ب)۔

(۶) حساب توکل نامے جعفر صادق رضہ و تحریرات دیگر (ورق ۱۸۸-الف تا ۲۰۵-ب) توکل نامے کے ذیل میں ورق ۱۹۰-الف پر یہ ”فصل آتی ہے فصل در بیان زراعت“ ورق ۱۹۱-ب پر فصل پنجم در بیان نحس ہے۔ ورق ۱۹۳ پر ”بیان زحمتها و رحمتها“ ہے۔ ورق ۲۰۲ پر بطور ضمنی یاد داشت حضرت مخدوم نوح (متوفی ۹۹۸ھ در ہالا سندھ) سے منقول ایک تعویذ درج ہے۔ ورق ۲۰۳-الف سے ۲۰۴-ب تک صراحت ہے کہ کن دنوں میں پیدا ہونے والے فرزندوں کے کیا نام رکھنے چاہیں جس سے اس دور کا ایک معاشرتی رجحان سامنے آنا ہے۔ ورق ۲۰۵-الف پر بیان تاریخہاے نحس ہے۔

(۷) فی تفسیر مدارک (ورق ۲۰۶-الف تا ۲۰۸-الف) اس عنوان سے تفسیر مدارک سے اقتباس کردہ عبارات آتی ہیں جو خط خفی میں ایک جداگانہ قلم کی ہیں۔ خاتمے پر دو یاد داشتیں آتی ہیں جن میں سے ایک ”تاریخ اثنان و تسعین و خمس ماتم وفات خواجہ نظامی“ ہے اور دوسری نزہۃ الارواح کا ایک اقتباس — اسی خط خفی میں کچھ منتخب اشعار بھی ہیں جن کے خاتمے پر سنہ کتابت ۱۱۳۱ھ درج ہے اور تفسیر مدارک کے اقتباسات کا بھی یہی سنہ کتابت احاطہ کرتا ہے۔

(۸) انشائے الوی (ورق ۲۱۲-ب تا ۲۲۵-ب) اس رسالے کا

(۳۲۹)

ترقیمہ مضمون کے آغاز میں نقل کیا جا چکا ہے۔ ترقیمے میں جامع یا کاتب کے نام پر سیاہی پھری ہوئی ہے جسے جدید سائنسی آلات کی مدد سے پڑھا جا سکتا ہے لیکن ان کے بغیر نام پڑھنے میں نہیں آتا۔ یہ رسالہ نواب اللہ یار خاں کی صاحبی کے زمانے میں مرتب ہوا ہے جو عہد عالم گیری میں حاکم بکھر تھا۔ آغاز رسالہ میں اسے ”مفاوضات معدودہ و عرایض معلوم“ بھی لکھا گیا ہے (مفاوضات = مکتوبات جو بڑے چھوٹوں کو لکھیں، عرایض = جو چھوٹے بڑوں کو لکھیں)۔ رسالے کے مکتوبات تاریخی معلومات سے پر ہیں اور تاریخ سندھ کے بیانات سے مطابقت رکھتے ہیں یا زائد معلومات مہیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ورق ۲۱۳-الف/ب پر آتا ہے کہ مغل شاہزادہ عن قریب دارالسلطنت لاہور پہنچنے والا ہے۔ درگا داس رائٹور پچاس ہزار سوار اور چند ہزار پیادہ لے کر نکلا اور نصرپور آیا۔ نواحی تہ کے اکثر دیہات اجاڑ دیے۔ اب سنا ہے کہ شاہزادہ اکبر خراسان کی راہ سے کلات (قلات) پہنچا ہے، خبر مصدقہ نہیں ہے لیکن شہرت ہے کہ ادھر کا ارادہ رکھتا ہے۔ راجہ جیسلمیر نے نواب اللہ یار خاں کو لکھا ہے کہ درگا داس رائٹور نے آمادہٴ فساد ہو کر ٹھٹھے کا رخ کیا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ بختیار خاں افغان، اور ”مفسدان ڈوکرہ“ کی بغاوتوں کا ذکر بھی آتا ہے جو دہادی گئیں۔ ”مفسدان ڈوکرہ“ سے مکتوب نگار کی مراد دین محمد ڈوکرہ اور امس کا بھائی یار محمد ڈوکرہ ہے جنہیں تاریخ سندھ میں کلہوڑہ کہا جاتا ہے۔ لیکن انشائے الوی میں ڈوکرہ آیا ہے۔ مآثر عالم گیری کے مترجم جادو ناتھ سرکار نے ڈوگرہ لکھا ہے۔ انشای الوی میں موجودہ مقام سکھر کو ”شکر“ لکھا ہے (ورق ۲۱۸ - الف) - ۱

۱- ”شاہزادہ والا . . . خیام جا، و جلال بر لب دریای قریب مسجد جامع کلاں شرف نزول ارزانی فرمودہ اند۔ امارت ایالت مرتبت اللہ یار خاں از حوالی قصبہ شکر عبور و مرور نمودہ خیمہای خود در باغ لالہ نصب نمودہ . . .“

(۳۳۰)

نام یہی صورت تاریخ مظہر شاہجہانی میں بھی ملتی ہے۔ غرض کہ انشای الوری کو معاصر تاریخی دستاویز کا درجہ حاصل ہے اور یہ ایک مفید تاریخی ماخذ ہے جس سے ابھی تک استفادہ نہیں کیا گیا ہے۔

متفرقات:

اب ذیل میں چند مزید تصریحات بیاض کے متعلق پیش کی جاتی ہیں:

(۱) ورق ۱۹۳ - الف پر ”نقل از قطب الاقطاب“ کے ذیلی عنوان سے ایک عبارت یہ آتی ہے:

”در بیان ستارہ میگویند کہ این حساب چکر جوگنی است باید کہ از موجب حساب شش جهت دیدہ بر آن کاربکنند...“

وہ جوگنی چکر جس کا اوپر صرف ذکر آیا ہے، ورق ۲۵ - الف پر اس کا ایک نقش بھی درج ہے جس کے مرکزی خانے میں ”دانستن رجال الغیب جوگنی چکر“ درج ہے۔

(۲) صاحب بیاض کو بجیا کاپ سے بھی دل چسپی ہے۔ چنانچہ بارہ مہمنوں کے لیے ہدایات بعنوان ”بجیا کاپ ست بدنت شہ مہادہو جیو“ فارسی میں درج ہیں (ورق ۲۳ - ب)۔

(۳) مہر: بیاض کے اوراق ۱۵۳ - الف/ب اور ۱۸۲ - ب پر ایک مہر مستطیل ثبت ہے جو ایک شک کے ساتھ ”محمد شادی“ لکھنے میں آتی ہے۔ اس پر کوئی منہ نہیں۔

(۴) ملا دوہبازہ کے ال ناسے کے خاتمے پر (ورق ۱۲۹ - الف) یہ عبارت آتی ہے: ”بخط ضعیف اشرفی ولد ملا دوہبازہ خفراتہ ابن نامہ یہ یکی از فضلاى بلخ بسفارش میر صالح داشکندی نوشتہ اند...“

(۳۳۱)

مجمود شیرانی نے ملا دوپیازہ پر اپنے فاضلانہ مقالے میں ملا دوپیازہ کے بیٹے کا یہی نام بتغور، اشغی لکھا ہے (دیکھیے مقالات شیرانی ص ۹۳، ۹۴)۔

(۵) سید حسام الدین راشدی مرحوم نے اپنے ایک کانفرنس پپر (پاکستان ہسٹری اینڈ کلچرل کانگریس منعقدہ اسلام آباد ۱۹۷۳ء، جلد اول شائع کردہ قائداعظم یونیورسٹی، ۱۹۷۵ء - سندھی ترجمہ از غلام محمد لاکھو ۱۹۸۷ء) میں اطلاع دی تھی کہ ان کے پاس مکتوبات کا ایک خطی نسخہ ہے جسے دولت رائے نے ۱۰ جمادی الاول ۱۱۲۶ھ کو اتمام کو پہنچایا اور یہ کہ اس کے مکتوبات میں سند و ہند سے متعلق معاملات کا ذکر موجود ہے۔ یہ کم و بیش وہی زمانہ ہے جو بیاض دولت رائے کا ہے۔